43

خدائی سلسلے انسانوں کے محتاج نہیں ہوتے بلکہ انسان خدائی سلسلوں کے محتاج ہوتے ہیں

(فرمودہ 28 نومبر 1947ء بمقام لاہور)

تشہّد ،تعوّذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:

''دو چار دنوں میں نومبر کا مہینہ ختم ہونے والا ہے اور نومبر کے آخر میں تیرہ سال سے مَیں تحریک جدید کے نئے سال کا اعلان کیا کرتا ہوں۔ اب چودھویں سال کی تحریک کے اعلان کا وقت آ گیا ہے اور جس طرح چودھویں رات کا چاند ایک مکمل چاند ہوا کرتا ہے اِسی طرح چودھویں سال کی تحریک بھی ایک ایسے موقع پر ہونے لگی ہے جبکہ تحریکِ جدید کا مقصد اپنے انتہاء کو پہنچ رہا ہے۔تحریک جدید کی غرض یہ تھی کہ جماعت میں اِسلامی شعار اور سادہ زندگی کی عادت پیدا کی جائے اور تبلیغِ احمدیت اور تبلیغِ اسلام کے کام کو زیادہ سے زیادہ وسیع کرنے کی کوشش کی جائے۔ جماعت کے ایک طبقہ نے اِس کام میں حصہ لیا اور بڑے زور سے حصہ لیا۔اور ایک اَور حصہ نے اِس کام میں سُستی اور غفلت دکھائی اور بعد میں اپنی سُستی اور غفلت کا ازالہ کرتے ہوئے وہ اس تحریک میں شامل ہو گیا۔ اور کچھ حصہ ایسا بھی تھا جو نہ شروع میں شامل ہوا، نہ درمیان میں شامل ہوا اور نہ آج تک اُسے شامل ہونے کی توفیق ملی ہے۔گیارہویں سال سے تحریکِ جدید کے دفتر دوم کا بھی اعلان کر دیا گیا تھا تا کہ وہ نوجوان جو پہلے بچے تھے یا وہ بیکار جن کی پہلے کوئی کمائیاں نہ تھیں اب بڑے ہوکر باکار ہوکر اپنے اُس فرض کو ادا کرسکیں جو اللہ تعالیٰ کی

طرف سے اُن پر عائد ہوتا ہے۔ ہماری جماعت ایک جماعت ہے فرد نہیں۔ فرد مرا کرتے ہیں جماعتیں نہیں مرا کرتیں۔ فرد کا کام ایک وقت پر جا کر ختم ہو جاتا ہے۔ مگر جماعتوں کا کام کسی وقت ختم نہیں ہوتا۔ سوائے اِس کے کہ وہ آپ ہی ختم ہو جانا چاہتی ہوں۔ **پس تحریکِ جدید کسی ایک سال کے لئے نہیں، دو سال کے لئے نہیں، دس سال کے لئے نہیں، بیس سال کے لئے نہیں، سو سال کے لئے نہیں، ہزار سال کے لئے نہیں تحریکِ جدید اُس وقت تک کے لئے ہے جب تک جماعت کی رگوں میں زندگی کا خون دَوڑتا ہے۔ جب تک جماعت احمدیہ دنیا میں کوئی مفید کام کرنا چاہتی ہے اور جب تک جماعت احمدیہ اپنے فرائض اور اپنے مقاصد کو اپنی آنکھوں کے سامنے رکھنا چاہتی ہے۔ تحریک جدید درحقیقت نام ہے اُس جدوجہد کا جو ایک احمدی کو احمدیت اور اسلام کی اشاعت کے لئے کرنی چاہیئے۔ تحریک جدید نام ہے اُس جدوجہد کا جو اسلام اور احمدیت کے احیاء کے لئے ہر احمدی پر واجب ہے۔ اور تحریک جدید نام ہے اُس کوشش اور سعی کا جو اسلامی شعار اور اسلامی اصول کو دُنیا میں قائم کرنے کے لئے ہماری جماعت کے ذمہ لگائی گئی ہے۔ روپیہ کا حصہ صرف ایک ظاہری نشانی ہے کیونکہ اس زمانہ میں کچھ نہ کچھ دولت خرچ کئے بغیر کام نہیں ہو سکتا۔ ورنہ درحقیقت تحریک جدید نام ہے اُس عملی کوشش کا جو ہر احمدی اپنی اصلاح اور دوسروں کی اصلاح کے لئے کرتا ہے۔ ہر وہ احمدی جس کے سامنے تحریک جدید کے مقاصد نہیں رہتے درحقیقت وہ اپنی موت کا ثبوت بہم پہنچاتا ہے یا اپنی زندگی کے لئے کوئی کوشش کرنا پسند نہیں کرتا۔** خدائی سلسلے درحقیقت انسانوں کے محتاج نہیں ہوتے بلکہ انسان خدائی سلسلوں کے محتاج ہوتے ہیں۔ خدا کی طرف سے آنے والی روح اُسی طرح دنیا میں بکھر جاتی ہے جس طرح بارش کا پانی جب آسمان سے برستا ہے تو وہ دنیا میں بکھر جاتا ہے۔ جس طرح اچھا کسان بارش کا پانی جمع کر کے اپنی فصل کے لئے نہایت مفید سامان بہم پہنچاتا ہے۔ اسی طرح ہوشیار مومن اللہ تعالیٰ کے فیضان کی بارش کو اپنے اندر جذب کر لیتا ہے اور نہ صرف اِس دنیا میں بلکہ اگلے جہان میں بھی اُس سے فائدہ اٹھاتا ہے۔ لیکن بیوقوف اور نادان اور جاہل کسان پانی کی پروا نہیں کرتا۔ وہ ضائع چلا جاتا ہے۔ اور پھر سارا سال وہ چیختا اور چِلّاتا اور روتا ہے۔ مگر اُس کی آواز نہیں سُنی جاتی۔ کیونکہ وہ آواز خدا تعالیٰ کے قانون کے خلاف ہوتی ہے۔ پس آج مَیں چودھویں سال کی

تحریک کا اعلان کرتا ہوں ۔ مجھے کہا گیا ہے کہ مشرقی پنجاب کے لُٹے ہوئے احمدی جنہوں نے تحریک جدید میں حصہ لیا تھا اب کیا کریں؟ اگر وہ مجھ سے پوچھیں تو مَیں اُنہیں یہی کہوں گا کہ مومن خدا تعالیٰ پر بدظنی نہیں کیا کرتا۔ اگر وہ اپنے ایمان اور اپنے حوصلہ کو اُن وعدوں کے مطابق بنائیں گے جو جماعت احمدیہ سے کئے گئے ہیں تو خدا تعالیٰ بھی اُن کے ایمان اور یقین اور توکّل کو ضائع نہیں کرے گا۔ ہوسکتا ہے کہ کچھ لوگوں کی حالت آئندہ خراب ہو جائے یا خراب ہی رہے اور سُدھر نہ سکے۔ مگر اِس امر کے بھی سامان ہیں کہ اگر وہ اپنے اندر تبدیلی پیدا کریں اور اللہ تعالیٰ کی بتائی ہوئی تدبیروں اور عقل اور دماغ سے کام لیں تو اُن کی آئندہ حالت اُس سے بہت اچھی ہو جائے جو مشرقی پنجاب میں تھی ۔ جہاں تک خدا نے مجھے عقل دی ہے مَیں سمجھتا ہوں کہ ہمارے لئے ترقی کے راستے پہلے سے بہت زیادہ کھلے ہیں۔ انسان کی عقل ہی ہوتی ہے جو اُسے ترقی کی طرف لے جاتی ہے اور جہالت ہی ہے جو اُسے تباہ کرتی ہے۔ مُردہ دِل انسان کے ہاتھ اور پاؤں میں بھی مُردنی ہوتی ہے اور وہ اپنی قوتوں سے کام لینے کی بجائے اُن کو ضائع کر دیتا ہے۔ لیکن جس شخص کے اندر زندگی کی رُوح ہوتی ہے اُس کے ہاتھ اور پاؤں میں بھی زندگی کی علامات نظر آنے لگتی ہیں۔ جو شخص خدا تعالیٰ پر توکل کرتا ہے اُس کے دماغ میں روشنی پیدا کی جاتی ہے اور جس کے دماغ میں روشنی پیدا کی جائے اُسے آپ ہی آپ کامیابی کے راستے نظر آنے لگ جاتے ہیں۔ درحقیقت انسان اپنی موت آپ مرتا ہے۔ خُدا نے انسان کے لئے زہر نہیں بنایا تریاق پیدا کیا ہے۔ ہر انسان جو مرتا ہے اپنے لئے آپ زہر پیدا کرتا ہے۔ اگر انسان اللہ تعالیٰ پر سچا توکل کرے تو اُس کی کامیابی کے کئی رستے نکل آتے ہیں۔

صحابہؓ نے جب مکہ چھوڑا اور اپنی جائیدادوں کو ترک کیا تو بظاہر وہ اپنے تمام مکانات اور تمام مال و متاع کو اپنے پیچھے چھوڑ گئے تھے۔ مگر اپنے وقت پر مرنے والے مہاجرین، مکہ کی اُس زندگی سے کہیں بڑھ کر تھے جو اُنہیں مکہ میں حاصل تھی۔ مکہ کے بڑے بڑے مالداروں میں حضرت عثمانؓ اور حضرت ابوبکرؓ تھے لیکن جس حالت میں یہ لوگ فوت ہوئے ہیں جہاں تک مالی حالت کا سوال ہے اُن کی حالت اُس سے بہت بڑھ کر تھی جس حالت میں وہ مکہ میں سے نکلے تھے۔ اِس میں کوئی شبہ نہیں کہ جب حضرت عثمانؓ فوت ہونے لگے تو اُن کے پاس روپیہ نہیں تھا۔ مگر روپیہ کا فقدان اِس لئے نہیں تھا کہ وہ کنگال تھے بلکہ اس لئے تھا جیسا کہ انہوں نے خود بھی

بتایا کہ انہوں نے اپنے رشتہ داروں اور دوسرے اسلامی کاموں میں اپنی موت سے پہلے اپنا تمام روپیہ خرچ کر دیا تھا۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ فوت ہوئے تو اڑھائی کروڑ درہم ان کے گھر سے نکلا۔ اِس زمانہ کے لحاظ سے اڑھائی کروڑ درہم کے یہ معنی ہیں کہ وہ اڑھائی ارب درہم کی جائیداد تھی۔ دوسرے لفظوں میں یوں کہہ لو کہ ساٹھ کروڑ روپیہ ان کے گھر میں سے نکلا۔ حالانکہ آجکل جو بڑے بڑے مِلینرْ (Millionair) ہیں ان کے گھروں سے بھی ساٹھ کروڑ روپیہ نہیں نکل سکتا۔ تو اللہ تعالیٰ کے لئے جو لوگ قربانیاں کرتے ہیں اُن کی قربانیاں کبھی ضائع نہیں جاتیں۔ اور اگر بفرضِ محال کسی کی موت اُس وقت سے پہلے ہو جاتی ہے جب خدا کی طرف سے کامیابی کے رستے کھولے جاتے ہیں تو پھر بھی کیا ہے۔ یہ دنیا نہایت محدود چیز ہے۔ اصل زندگی تو وہ ہے جو اگلے جہان سے شروع ہوتی ہے۔ اگر کسی کی اگلی زندگی سُدھر جائے اور دنیا میں اُسے کچھ نقصان بھی پہنچ جائے تو یہ نقصان کوئی حیثیت نہیں رکھتا۔

جہاں تک مَیں دیکھتا ہوں عقل سے کام لینے والے کے لئے بہت رستے کھلے ہیں۔ محنت سے کام لینے والے کے لئے بہت رستے کھلے ہیں۔ افسوس یہ ہے کہ بہت سے لوگ محنت نہیں کرتے بلکہ چاہتے ہیں کہ پکّی پکائی روٹی انہیں مل جائے۔ اور منّ اور سلوٰی اُن کے لئے آسمان سے اُترے۔ حالانکہ ہمیں اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کی جو سمجھ دی ہے اُس کے لحاظ سے تو ہم سمجھتے ہیں کہ پہلے منّ وسلویٰ بھی آسمان سے نہیں اترے بلکہ زمین میں سے نکالے گئے تھے۔ اور آسمان پر گئے ہوئے مسیحؑ کے متعلق بھی ہم نے ثابت کر دیا ہے کہ وہ آسمان پر نہیں گئے بلکہ زمین میں ہی مدفون ہیں۔ جب اس قسم کے پہلے غلط خیالات بھی اللہ تعالیٰ نے تمہارے ذریعہ سے دُور کر دئے ہیں تو اب تم اُسی قسم کے اَور غلط خیالات کس طرح اپنے دلوں میں رکھ سکتے ہو۔ پس اگر وہ لوگ مجھ سے پوچھیں تو مَیں انہیں یہی کہوں گا کہ وہ اپنے وعدوں میں کمی نہ کریں۔ بلکہ خدا تعالیٰ پر توکّل کرتے ہوئے اپنے اخلاص اور قربانی کی روح کا مظاہرہ کریں۔ اگر خدا تعالیٰ انہیں توفیق دے تو وہ اپنے وعدہ کو دورانِ سال میں پورا کر دیں اور اگر ادا کرنے کی توفیق نہ ملے تو اس رقم کو قرض تصوّر کر کے اگلے سال کے چندہ میں بڑھا دیں۔ پھر اگلے سال ادائیگی کی کوشش کریں اور اگر اس سال بھی ادا کرنے کی انہیں توفیق نہ ملے تو دونوں سالوں کی رقم اپنے اوپر قرض تصور

کرتے ہوئے اس سے اگلے سال میں بڑھا دیں۔ یہاں تک کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے انہیں تمام چندہ ادا کرنے کی توفیق مل جائے۔ اور اگر باوجود اُن کی نیک نیتی اور اخلاص اور دیانتدارانہ کوششوں کے خدا تعالیٰ کی طرف سے انہیں چندہ ادا کرنے کی توفیق نہیں ملتی اور وہ اُسی حالت میں مرجاتے ہیں تو خدا تعالیٰ کے نزدیک وہ ویسے ہی سمجھے جائیں گے جیسے وہ لوگ جنہوں نے اپنی زندگی میں تمام چندہ ادا کر دیا۔ ایک شخص اگر دس روپے کا وعدہ کرتا ہے مگر باوجود پوری کوشش اور جدوجہد کے وہ دس روپے ادا نہیں کرسکتا تو اگر یہی کوشش کرتے کرتے وہ مرجائے گا تو گو اُس نے دس روپے ادا نہیں کئے ہوں گے مگر خدا تعالیٰ کے حضور یہی لکھا جائے گا کہ اُس نے دس روپے ادا کر دئے ہیں۔ یا ایک اَور شخص دس ہزار روپیہ کا وعدہ کرتا ہے اور وہ سمجھتا ہے کہ اُس کے حالات ایسے ہیں کہ اگر وہ دیانتدارانہ رنگ میں کوشش کرے گا تو یہ رقم ادا کر سکے گا۔ مگر کچھ ایسی روکیں پیدا ہو جاتی ہیں کہ وہ یہ رقم ادا نہیں کرسکتا تو اگر ایسی حالت میں وہ مرجاتا ہے تو چونکہ اُس نے دس ہزار روپیہ کی ادائیگی کے لئے پوری کوشش کی ہوگی اور آخر وقت تک اس کی یہی تمنّا ہوگی کہ مَیں یہ رقم جلد سے جلد ادا کر دوں اس لئے باوجود اِس کے کہ اُس نے دس ہزار میں سے ایک روپیہ بھی ادا نہیں کیا ہوگا خدا تعالیٰ کے حضور یہی سمجھا جائے گا کہ اُس نے دس ہزار روپیہ دے دیا ہے۔ پس تم اگر اپنے وعدوں کو قائم رکھو اور ایسی حالت میں مرجاؤ تو اللہ تعالیٰ کے حضور تمہیں وہی ثواب ملے گا جو پورا چندہ ادا کرنے والوں کو ملے گا اور یہ کتنے بڑے فائدہ کی بات ہے۔ اگر تمہیں توفیق مل جاتی ہے تو تم چندہ ادا کر کے ثواب حاصل کر سکتے ہو اور اگر تمہیں توفیق نہیں ملتی مگر ادائیگی کے لئے تم اپنی کوششیں جاری رکھتے ہو اور اسی حالت میں ایک دن وفات پا جاتے ہو تو باوجود چندہ ادا نہ کرنے کے تمہیں وہی ثواب مل جائے گا جو دس ہزار روپیہ دینے والے کو ملے گا۔ اگر تم دس روپیہ چندہ لکھواتے اور تمہیں اس کی ادائیگی کی توفیق نہ ملتی تب بھی تم نے چندہ ادا نہیں کرنا تھا۔ اور اگر تم دس ہزار روپیہ چندہ لکھواتے اور تمہیں اس کی ادائیگی کی توفیق نہ ملتی تب بھی تم نے چندہ ادا نہیں کرنا تھا۔ مگر چونکہ تم ارادہ رکھتے تھے کہ تم دس روپیہ یا دس ہزار روپیہ سلسلہ کو ادا کرو۔ اس لئے تمہارے مرجانے کی صورت میں تمہارا مخلصانہ ارادہ ہی تمہارے عمل کا قائمقام بن جائے گا اور تمہیں اُسی صف میں لاکر کھڑا کر دے گا جس صف میں چندہ دینے والے

کھڑے ہوں گے۔ پس تصوف کے لحاظ سے میرا مشورہ انہیں یہی ہے کہ وہ اپنے وعدوں میں کمی نہ کریں بلکہ خدا تعالیٰ پر توکل کرتے ہوئے اپنے پہلے حالات کے مطابق ہی چندہ لکھوائیں۔ مگر اس کا یہ مطلب نہیں کہ مغربی پنجاب کے رہنے والوں میں سے بھی اگر کوئی شخص صرف دس روپے دینے کی طاقت رکھتا ہے تو وہ دس ہزار روپیہ چندہ لکھوا دے یہ تو دھوکا اور فریب ہوگا۔ اور ایسا شخص ثواب کی بجائے خدا تعالیٰ کی ناراضگی کا موجب ہوگا۔ مَیں جو کچھ کہتا ہوں یہ ہے کہ وہ مشرقی پنجاب کا دوست جسے اللہ تعالیٰ نے پہلے اس بات کی توفیق عطا فرمائی تھی کہ وہ زیادہ چندہ دے مگر اب اس کی جائیداد کھوئی گئی ہے تو چونکہ کھوئی ہوئی چیز کے ملنے کا بہت امکان ہوتا ہے اس لئے وہ اپنی کھوئی ہوئی طاقت کے مطابق وعدہ کر دے۔ پھر اگر وہ محنت اور کوشش اور عقل سے کام لے گا تو اللہ تعالیٰ اُسے اس وعدہ کو پورا کرنے کی ضرور توفیق عطا فرما دے گا اور چونکہ اُس نے اپنے وعدہ میں اضافہ بناوٹ سے نہیں کیا ہوگا بلکہ اس بناء پر وعدہ کیا ہوگا جس بناء پر وہ ہمیشہ سے وعدہ کرتا چلا آیا ہے اِس لئے اگر وہ اسی حالت میں مر جائے گا تو خدا تعالیٰ اس کے پُرانے فعل اور پُرانی کوشش کی وجہ سے اُس کے چندہ ادا نہ کرنے کے باوجود بشرطیکہ اُس نے اپنی طرف سے ادائیگی کے لئے پوری کوشش اور جدوجہد کی ہو اُسے اتنا ہی ثواب دے گا جتنا ثواب اُسے ادا کرنے کی وجہ سے ملنا تھا۔

مغربی پنجاب کے رہنے والے لوگ یا اُن علاقوں کے رہنے والے افراد جن پر وہ تباہیاں نہیں آئیں جو مشرقی پنجاب میں رہنے والوں پر آئی ہیں اُن سے مَیں کہتا ہوں کہ وہ اپنے وعدوں کو حسبِ سابق پہلے سالوں سے بڑھانے کی کوشش کریں اور نئے سے نئے افراد کو تحریک جدید کا ممبر بنائیں۔ اِس وقت بعض کاموں کی وجہ سے سات لاکھ روپیہ کا قرض تحریک جدید پر ہے جو درحقیقت جماعتی قرضہ ہے۔ بعض بوجھ تو ایسے ہیں جو ہماری اپنی غلطیوں کا نتیجہ ہیں یعنی بعض کوششیں تحریک جدید کا مال بڑھانے کے لئے کی گئیں مگر وہ اُلٹ ثابت ہوئیں اور روپیہ ضائع ہوگیا۔ اور بعض کوششیں اس لئے کامیاب نہیں ہوسکیں کہ ہمیں اچھے کارکن میسر نہیں آ رہے۔ مثلاً تحریک جدید کے لئے دس ہزار ایکڑ زمین خریدی گئی ہے اور یہ نہری زمین ہے۔ اگر اس کی صحیح قیمت ڈالی جائے تو اِس وقت کی قیمتوں کے لحاظ سے یہ زمین تیس لاکھ روپیہ کی ہے۔ بلکہ اگر ہمیں وہ قیمت مل جائے جو اِس وقت پنجاب میں زمینوں کی ہے بلکہ اُس سے آدھی بھی مل جائے تو یہ ایک کروڑ روپیہ

کی جائیداد ہے۔ مگر ہمیں سمجھدار کارکن نہیں مل رہے اور اس وجہ سے آمد بہت کم ہوتی ہے۔ اتنی کم کہ جو رقوم پہلے ادا کرنی ضروری ہیں وہی بمشکل ادا ہوتی ہیں۔ اگر صحیح طور پر کام کرنے والے مل جاتے تو اِس زمانہ کی قیمتوں کو مدنظر رکھتے ہوئے تین لاکھ روپیہ سالانہ کی آمد ہوسکتی تھی بلکہ عام حالات میں بھی ایک لاکھ کی آمد بالکل یقینی ہے۔ مگر ابھی تک اس زمین کی وجہ سے ہمیں کوئی آمدن نہیں ہو رہی بلکہ اتنی بھی نہیں ہو رہی کہ ہم اُسے آمدن کہہ سکیں۔ صرف اتنا روپیہ آتا ہے جس سے ہم پُرانے قرضے اور کچھ نئی قسطیں ادا کر سکتے ہیں۔ اتنی رقم نہیں آتی کہ ہم اُسے خزانہ میں جمع کر سکیں۔ مَیں سمجھتا ہوں کہ اچھے کارکنوں کی صورت میں اس آمد میں بہت کچھ اضافہ ہوسکتا ہے مگر مشکل یہی ہے کہ تجربہ کار اور محنتی کارکن جو آمد بڑھائیں وہ ہمیں ابھی تک میسّر نہیں آئے۔

سندھ اور پنجاب کے حالات بھی مختلف ہیں۔ سندھ میں مزارع زیادہ ہیں اور مالک کم ہیں۔ اس وجہ سے مزارع محنت نہیں کرتے اور پیداوار اتنی نہیں ہوتی جتنی ہونی چاہیئے اور ان زمینوں سے اس کا 1/5 بچت بھی نہیں ہوتی جتنی پنجاب میں ہوتی ہے۔ اس مہنگے زمانہ میں بھی وہاں اچھا مربعہ زمین ساڑھے تین سو چار سو روپیہ میں مل جاتا ہے جبکہ یہاں اچھا مربعہ زمین دو اڑھائی ہزار روپیہ میں ملتا ہے۔ گویا یہاں کی نسبت وہاں کی آمد چھ گُنا کم ہے۔ مگر بہرحال وہ ایک جائیداد ہے اور کسی وقت اُس سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھایا جا سکتا ہے۔ لیکن اِس وقت سلسلہ کا بار اٹھانے میں وہ کوئی مدد نہیں دے رہی۔ اس کے علاوہ سلسلہ کا مال بڑھانے کے لئے بعض اَور کوششیں بھی کی گئی ہیں مگر ابھی تک ان کوششوں میں پوری کامیابی نہیں ہوئی۔

بہرحال اس وقت تبلیغ کا کام اور قرضہ اتارنے کا کام سلسلہ پر اور سلسلہ کے مخلص افراد پر ہی ہے۔ گزشتہ سال جو تحریک کی گئی تھی اُس میں سے بھی ڈیڑھ لاکھ روپیہ سے زیادہ کی وصولی ابھی باقی ہے اور بوجھ اُسی طرح ہے جس طرح پہلے تھا۔ گو ہندوستان سے باہر کی جماعتوں پر ہم زور دے رہے ہیں کہ وہ اپنا بوجھ آپ اٹھانے کی کوشش کریں۔ مگر حقیقت یہ ہے کہ بعض جماعتیں کسی صورت میں بھی اپنا بوجھ خود اٹھا نہیں سکتیں۔ مگر پھر بھی وہ اس کوشش میں لگی ہوئی ضرور ہیں۔ اور بعض تو ایسی قربانی کر رہی ہیں جو ہندوستان کی جماعتوں کے لئے ایک نمونہ ہے۔ پس ہماری جماعت کو چاہیئے کہ وہ اپنے فرائض کو یاد رکھتے ہوئے اور اپنی ذمہ داریوں کو سمجھتے ہوئے تحریکِ جدید کے اس دَور میں زیادہ سے زیادہ حصہ

لینے کی کوشش کرے۔ خصوصاً مغربی پنجاب۔ اور ہندوستان اور پاکستان سے باہر کے لوگوں کو اس تحریک میں نمایاں حصہ لینا چاہیئے۔ اس کے علاوہ اُن کا یہ بھی فرض ہے کہ وہ تحریک جدید کے دفتر دوم کے لئے نئے نوجوان پیدا کریں اور اس طرح اس سلسلہ کو زیادہ سے زیادہ وسیع کرنے کی کوشش کریں۔

گزشتہ سال تحریک جدید کے دفتر دوم کا وعدہ پچانوے ہزار کا تھا۔ مگر جہاں تک تحریک جدید کے اخراجات کا تعلق ہے وہ چار پانچ لاکھ تک پہنچ چکا ہے۔ چار پانچ لاکھ کے مقابلہ میں پچانوے ہزار کی آمد بہت ہی تشویش پیدا کرنے والی ہے۔ آج سے پانچ سال بعد تحریک جدید کا سارا بوجھ دفتر دوم پر ہی ہوگا۔ اور دفتر اوّل اُس وقت تک فارغ ہو چکا ہوگا۔ اس لئے جب تک ہم دفتر دوم کو بھی چار پانچ لاکھ تک نہیں پہنچا دیتے اُس وقت تک ہمیں پوری کامیابی میسر نہیں آ سکتی۔ ہر احمدی کو چاہیئے کہ وہ اپنے دوستوں، اپنے رشتہ داروں، اپنے واقفوں، اپنے ہم علاقہ اور اپنے ہم عصر لوگوں کو تحریک کرے کہ ان میں سے جو لوگ اِس وقت تک تحریک جدید میں حصہ نہیں لے سکے وہ دفتر دوم میں شامل ہونے کی کوشش کریں اور جو پہلے سے دفتر اوّل یا دفتر دوم میں شامل ہیں وہ زیادہ سے زیادہ خود بھی وعدہ کریں اور دوسروں کو بھی نمایاں اضافوں کے ساتھ وعدہ کرنے کی تحریک کریں۔ خصوصیت سے دفتر دوم کو مضبوط کرنے کی زیادہ ضرورت ہے۔ جو لوگ دفتر دوم میں شامل ہیں اُن کا فرض ہے کہ وہ ایسا اچھا نمونہ دکھائیں جو دفتر سوم والوں کے لئے قابلِ رشک ہو۔ اور دفتر سوم والوں کا فرض ہے کہ وہ ایسا اچھا نمونہ دکھائیں جو دفتر چہارم والوں کے لئے قابلِ رشک ہو۔ اور دفتر چہارم والوں کا فرض ہے کہ وہ ایسا اچھا نمونہ دکھائیں جو دفتر پنجم والوں کے لئے قابلِ رشک ہو۔ اور یہ سلسلہ اِسی طرح جاری رہے یہاں تک کہ قیامت تک یہ سلسلہ چلتا چلا جائے اور اسلام اور احمدیت کی اشاعت کے لئے ایک مضبوط بنیاد ہمارے ہاتھوں سے قائم ہو جائے۔ اِس میں کوئی شبہ نہیں کہ ہر دفتر میں حصہ لینے والے لوگ خدا تعالیٰ کے حضور ثواب کے مستحق ہوں گے۔ مگر اس میں بھی کوئی شبہ نہیں کہ وہ لوگ جنہوں نے دفتر اول میں حصہ لیا ہے وہ خدا تعالیٰ کے حضور بعد میں شامل ہونے والے لوگوں کے ثواب میں بھی شریک ہوں گے کیونکہ دفتر اوّل میں شامل ہونے والوں کا نمونہ دفتر دوم میں شامل ہونے والوں کے لئے تحریک کا موجب بنا۔ اور دفتر دوم میں شامل ہونے والوں کا نمونہ دفتر سوم میں شامل ہونے والوں کے

لئے تحریک کا موجب ہوگا۔ اور چونکہ ہر دفتر اگلے دفتر کے لئے ارہاص اور تحریک کا موجب ہوتا ہے اِس لئے ہر دفتر میں حصہ لینے والا نہ صرف اپنے عمل کا اللہ تعالیٰ سے ثواب پائے گا بلکہ دوسروں کے لئے نیکی کا نمونہ بن جانے کی وجہ سے اُن کے ثواب میں بھی حصہ دار ہوگا۔ اور چونکہ دفتر اول والوں نے اس تمام تسلسل کی بنیاد رکھی ہے اور دفتر اوّل پر ہی آئندہ دفاتر کی عمارت کھڑی ہونیوالی ہے اس لئے وہ لوگ جنہوں نے اِس تحریک کے دفتر اوّل میں حصہ لیا ہے وہ سب سے زیادہ خدا تعالیٰ کی رضا اور اس کی خوشنودی کے وارث ہوں گے۔

بہرحال آج مَیں خدا تعالیٰ کے فضل پر توکّل کرتے ہوئے اور اس کی رحمت اور کرم کی امید رکھتے ہوئے ایسے حالات میں جو بظاہر خراب معلوم ہوتے ہیں لیکن روحانی طور پر وہ بہترین حالات ہیں تحریک جدید کے چودھویں سال کے آغاز کا اعلان کرتا ہوں۔ دنیا کی تباہی اور بربادی درحقیقت مومنوں کو آسمان پر لکھی ہوئی کامیابی کا ایک اُلٹا عکس ہوتا ہے۔ جس طرح خواب میں اگر کسی شخص کو ہنستے دیکھا جائے تو اُس سے مراد اُس کا رونا ہوتا ہے اور اگر کسی کو روتا دیکھا جائے تو اُس سے مراد اُس کا ہنسنا ہوتا ہے۔ اسی طرح خدائی جماعتوں پر بھی جو ابتلاء آتے ہیں وہ خوابوں کی طرح بظاہر ابتلاء ہوتے ہیں لیکن درحقیقت آسمان پر اُن کی کامیابی کا بیج بویا جاتا ہے اور اس کامیابی کا زمین پر جب اُلٹا عکس پڑتا ہے تو وہ ابتلاء کی صورت میں نظر آتا ہے۔ تم نے دیکھا ہوگا کہ کاتب ہمیشہ سیدھی کتابت کرتا ہے لیکن جب کاپی پتھر پر لگائی جاتی ہے تو حروف اُلٹے نظر آنے لگتے ہیں۔ اِسی طرح فرشتے بھی آسمان پر جب خدائی جماعتوں کی اچھی تقدیر لکھتے ہیں تو اِس اُلٹی عقل کی دنیا میں اُس کا اُلٹا عکس پڑ جاتا ہے۔ بظاہر اُن کی تباہی اور بربادی کے آثار نظر آتے ہیں لیکن جب اُس پتھر پر کاغذ رکھ کر کاپیاں لگائی جاتی ہیں اور جب یہی تباہیاں اور بربادیاں اپنا بیج پیدا کرتی ہیں تو ہر شخص اُن کاپیوں کو پڑھ کر اور اس بیج سے پیدا شدہ فصل کو دیکھ کر اُس خوش قسمتی کا اندازہ لگا لیتا ہے جو خدا تعالیٰ کے انبیاء کی جماعتوں کے لئے مقدر ہوتی ہے۔ سو جو کچھ تم تباہی اور بربادی دیکھتے ہو یہ ایسی ہی ہے جیسے کتابت کے پتھر پر اُلٹے نقش آ جاتے ہیں۔ آج لوگوں کو بیشک ہماری اُلٹی قسمت نظر آتی ہے۔ مگر جب اس پتھر پر کاپیاں لگائی جائیں گی تو وہ ایک ایسی خوشنما اور خوبصورت چھپی ہوئی کتاب کی صورت میں ظاہر ہوں گی کہ جن لوگوں کو آج بُرا

وقت نظر آتا ہے اور جو ہماری تباہی اور بربادی کے خواب دیکھ رہے ہیں اُن کی آنکھیں کھل جائیں گی اور وہ حیران ہوں گے کہ یہ کیسے نیک وقت کی تحریر تھی جس سے ایسی شاندار کتاب چھپی۔ زمیندار جب زمین میں اپنا بیج پھینک دیتا ہے تو ایک ناواقف اور زراعت کے اصول سے نابلد شخص اُسے دیکھ کر کہتا ہے یہ کیسا احمق اور بیوقوف کسان ہے جس نے اپنا غلّہ گھر سے اٹھایا اور زمین میں پھینک دیا۔ مگر جب وہی غلّہ ایک ایک دانہ کی بجائے کئی کئی سو دانوں کی صورت میں اُسے واپس ملتا ہے تب اُسے احمق اور بیوقوف قرار دینے والا اپنی غلطی کو محسوس کرتا ہے اور اُسے معلوم ہوتا ہے کہ صحیح طریق وہی تھا جو کسان نے اختیار کیا۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ دنیا نے ہمیں اٹھا کر زمین میں پھینک دیا ہے مگر ہمیں یہ بھی تو دیکھنا چاہیئے کہ ہم کیا ہیں! **ہم ایک کامل ہستی کا پیدا کیا ہوا بیج ہیں۔ ہم خدا تعالیٰ کے فارم کا بیج ہیں جو دنیا کی کھیتی میں ڈالا گیا۔ اگر لائل پور کا بیج اعلیٰ درجہ کا غلّہ پیدا کرتا ہے، اگر سکرنڈ کے فارم کا بیج اعلیٰ درجہ کا غلّہ پیدا کرتا ہے تو تم سمجھ سکتے ہو کہ خدا تعالیٰ کے فارم کا بیج جب زمین میں پھینکا جائے گا تو وہ کیسی شاندار اور اعلیٰ درجہ کی کھیتی پیدا کرنے کا موجب ہوگا۔**

بےشک دنیا کی نگاہوں میں ہم مٹی میں ملائے گئے ہیں۔ مگر آسمانی فرشتوں کی نگاہ میں ہم ایک کھیت میں ڈالے گئے ہیں۔ اور ہم اس کھیت سے ایک دن ایسی شان اور عظمت سے نکلیں گے کہ دنیا کی نظریں ہمیں دیکھ کر حیران ہوں گی۔ اُس کی آنکھیں خیرہ ہو جائیں گی اور دشمنوں کے دل مایوسی سے بھر جائیں گے۔ جیسے قرآن کریم میں ہی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ يُعۡجِبُ الزُّرَّاعَ [1] **خدا تعالیٰ کی بوئی ہوئی فصل ایسی شان کے ساتھ نکلتی ہے کہ منکر اور بے دین لوگ تو الگ رہے خود بونے والے جنہوں نے یقین سے بویا تھا اُسے دیکھ کر حیران رہ جاتے ہیں اور ان کی سمجھ میں یہ بات نہیں آتی کہ ایسی اعلیٰ درجہ کی فصل کہاں سے نکل آئی۔"** (الفضل 2 دسمبر 1947ء)

1: الفتح:30